حیاتیات جنہوں نے کتاب النباتات اور الحیوان لکھی)، ابن الھیثم (ماہر بصریات جنہوں نے کتاب المناظر اور میزان الحکم تصنیف کی، جو صدیوں تک یورپ کی درسگاہوں میں پڑھائی جاتی رہیں۔) اور ابو عثمان عمرو الجاحظ (جنہوں نے کتاب الحیوان لکھی) بہت مشہور ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کے استعمار کے بعد مسلمانوں کی تعلیمی حالت ابتر ہوگئی۔ انہیں انگریزوں اور ہندوؤں نے ایک منظم سازش کے تحت جدید علوم سے دور رکھا، جس کی وجہ سے وہ تمام جائز حقوق سے محروم رہے۔ ان حالات کو سرسید جیسے عظیم رہنماؤں نے بھانپ لیا۔ انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی قائم کردی۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا انعقاد کیا اور آہستہ آہستہ ایسی عظیم شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے آگے جاکر مسلمانوں کی تعلیمی حالت کو سہارا دیا۔ یوں انہیں آزادی وخودمختاری کی نعمت ملی۔

دنیا کو ترقی یافتہ بنانے اور سائنسی علوم کی اشاعت وترویج میں سب سے اہم کردار اسلام کا ہے جس کی تعلیمات سے استفادہ کرکے مسلم اور غیر مسلم سائنسدانوں نے تحقیق اور جستجو کے نئے نئے راستے تلاش کرلیے۔ اسلام نے جدید سائنسی علوم کی حوصلہ افزائی کی۔ ایچ۔ بی۔ ویلز اپنی کتاب (History of World) میں لکھتا ہے کہ ,,مسلمانوں نے ہی (Humanieties) اور سائنس (Science) متعارف کروایا۔

اللہ تعالیٰ تخلیق کائنات سے متعلق سوچنے کی دعوت دیتا ہے ﴿وسخر لکم مافی السمٰوات ومافی الأرض جمیعا منه ان فی ذلک لاٰیات لقوم یتفکرون ۞﴾ (سورة الجاثية: ١٣) " اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کو مسخر کرلیا۔ بلاشبہ اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔'' دوسری جگہ تسخیر کائنات کو نعمت قرار دیتے ہوئے فرمایا ,,کیا تم دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کو مسخر کردیا اور تم پر ظاہری اور باطنی طور پر اپنی نعمتوں کو پورا کردیا۔،، (سورة لقمان: ٢٠)

سورة الغاشية آیت نمبر ١٧ سے ٢٠ میں فرماتا ہے ﴿افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت ۞ والی السماء کیف رفعت ۞ والی الجبال کیف نصبت ۞ والی الارض کیف سطحت ۞﴾ '' کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کس طرح اس کی تخلیق کی گئی ہے؟! اور آسمان کی طرف، کس طرح بلند کیا گیا ہے؟! اور پہاڑوں کو نہیں دیکھتے، کس طرح ان کو نصب کیا گیا ہے!؟ اور زمین کی طرف کس طرح یہ بچھادی گئی ہے۔!؟''

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

اسلامی زندگی:5

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل ترین طبقہ

☆☆☆ عبدالرحیم روزی ☆☆☆

قرآن مجید کی حفاظت:

سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام انسانیت کے رشد وہدایت کے لئے اتاری گئی الہامی کتابوں کے ساتھ ان ادوار کے منافقین (جدید الفاظ میں روشن خیال اور ترقی پسند سکالرز) نے تحریف وترمیم کا ناروا سلوک روا رکھا جس کی وجہ سے ان میں سے کوئی بھی کتاب اپنی اصلی شکل میں دستیاب نہیں اور کسی بھی نبی کی پیروی کی دعویدار قوم ایسا دعوی ہرگز نہیں کرسکتی۔ بلکہ یہ کتابیں انہی مذاہب کے محققین کی تحقیق کے مطابق لاکھوں غلطیوں اور تضادات کا ملغوبہ بن چکی ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر چور دروازے سے گھسنے والے بدنیت انسانوں کے کلام کی دبیز تہ چڑھ چکی ہے۔ پھر دونوں قسم کے کلاموں یعنی کلام الٰہی کے ترجے اور تحریف واضافہ شدہ کلام میں امتیاز کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

صحابہ کرامؓ نے قیامت تک کے لئے اسلامی آئین کے سرچشمے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق اگلی نسلوں تک تروتازہ پہنچادیا۔ آج ہم سینہ تان کر ضمانت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہی قرآن مجید ہو بہو اللہ تعالی کا اصل کلام ہے جس میں سرِ مو ردوبدل نہیں ہوا ہے اور آئندہ بھی یہی ضمانت برقرار رہے گی۔

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی کہتے ہیں: ''یہ امر لائق توجہ ہے کہ آخری الہامی کتاب قرآن مجید کی حفاظت کا اہتمام اس قدر ہوا ہے کہ پہلی آسمانی کتابوں کو اس کا لاکھواں، کروڑواں حصہ بھی میسر نہیں آیا۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کی نقاب کشائی کرتے ہوئے کسی چیز کے تحفظ میں انسان کی کم مائیگی اور اللہ تعالی کی قدرت کی طرف واضح اشارات کیے ہیں۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ پہلی آسمانی کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے نہیں اٹھائی تھی بلکہ ﴿**بما استحفظوا من کتاب الله**﴾ (**المائدہ/۴۴**) کے تحت اہل کتاب کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ الہامی کتابوں کی حفاظت خود کریں۔ جبکہ قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری ۷۳ فرقوں میں بٹنے والی امت مسلمہ کے سر نہیں ڈالی گئی' بلکہ اللہ تعالی نے خود اس کی ذمہ داری اٹھائی۔ فرمایا: ﴿**انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون**﴾ (**الحجر/ ۹**) اور پہلی آسمانی کتابوں کے محفوظ رہ سکنے اور قرآن حکیم کے ہر طرح محفوظ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ ان کتابوں کی ہدایت ایک خاص مدت تک کے لئے تھی۔ اس کے برعکس قرآن حکیم کی ہدایت دائمی اور عالمگیر ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر سلسلہ نبوت ورسالت مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کو ہر قسم کی

تحریف وتبدیلی سے یکسر محفوظ رکھا گیا ہے۔(بشیر محمود اختر: مطالعہ بائبل وقرآن/۸)

رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ہی صحابہ کرام خود قرآن مجید پڑھتے' یاد کر لیتے' ایک دوسرے کو سناتے' رسول اللہ ﷺ کو سناتے ،آپ ﷺ انہیں سناتے' تفسیر' شان نزول' ناسخ ومنسوخ کا علم حاصل کرتے' تعلیم دیتے' گھروں میں بچوں کو پڑھاتے تھے۔نیز اس علم کی پختگی کی خاطر عمل کا بھی پورا التزام کرتے۔یہی وہ انہاک وفریفتگی ہے کہ صحابہ کرام وتابعین میں حفاظ قرآن کی تعداد بے شمار تھی۔حتی کہ سریہ بئر معونہ ۴ ہجری کے موقع پر ستر قراء کرام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور جنگ یمامہ میں کثیر تعداد میں حفاظ کرام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو حفاظ کرام کے علاوہ تحریری شکل میں قرآن مجید کھجور کے پتوں' ہموار پتھروں' لکڑی کی تختیوں اور چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھا ہوا مسجد نبوی میں رکھے گئے صندوق کے علاوہ متفرق صحابہ کرام کے پاس بھی موجود تھا۔اور انہیں آیات اور سورتوں کی ترتیب کا علم بھی تھا جو رسول اللہ ﷺ کاتبین وحی کو ارشاد فرمایا کرتے تھے۔صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرام کے مشورے سے ان متفرق اجزاء کو ترتیب نبوی کے مطابق کتابی صورت میں جمع فرمایا۔

جناب علی مرتضیٰؓ نے فرمایا: ''اعظم الناس اجرا فی المصاحف ابو بکر، رحمة الله علی أبی بکر، هو اول من جمع کتاب الله'' قرآن مجید کی خدمت میں سب سے زیادہ اجر وثواب والا ابوبکر ہے۔ابوبکر پر اللہ کی رحمت ہو انہوں نے سب سے پہلے کتاب اللہ کو جمع کر کے محفوظ کروایا''۔(مسند اہل بیت/حدیث ۱۵۲۱)

پھر حضرت عثمانؓ نے اختلاف قراءت کو رفع کر کے متوقع فتنے سے بچانے کے لئے قریش کی معیاری قراءت کے مطابق قرآن مجید کو کئی نسخوں میں نقل فرما کر مختلف صوبوں میں بھجوا دیے۔

یہ نسخہ جات آج بھی لندن: برٹش میوزیم' مصر' پیٹرز برگ، استنبول، ماسکو، تاشقند اور پاکستان میں موجود ہیں۔اور تحقیق کے مطابق ان میں آج کے مطبوعہ قرآن سے کوئی فرق نہیں ☆۔

اگست 2005 کو اسلام آباد میں امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے کتابت شدہ قرآنی آیات کی نمائش ہوئی۔جس کا افتتاح وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق صاحب نے کیا۔ان قرآنی آیات میں سے دو آیات کا عکس (دی نیوز) اخبار راولپنڈی نے شائع کیا۔ یہ آیات بعینہ آج مسلمانوں کے پاس موجود قرآن کریم کے مطابق ہیں۔(ماہنامہ نوائے صوفیہ/ستمبر 2005 کے شمارے میں بھی بخط کوفی آیات کا عکس موجود ہے۔ وللہ الحمد والمنة

قرآن پاک کی حفاظت، تعلیم وتعلم اور عمل وتعمیل میں انہی کامیاب کوششوں کی وجہ سے قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے

☆ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ کیجئے التراث عدد (۱۱)، ترجمان القرآن، محدث لاہور عدد ۲۹۳)

اختلاف رکھنے والے گروہ جہاں قرآن مجید کی حقانیت کو مشکوک ٹھہرانے کی کوشش میں مستشرقین سے آگے بڑھ رہے ہیں، وہاں وہی فرقہ پرست، اصحاب کرامؓ کے خلاف بھی زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت عطا کرے۔

شوق شہادت

خلق الله للحروب رجالا

ورجالا للقصعة والثريد

انسان کی فطرت ہے کہ وہ زندگی کو پسند اور موت سے نفرت کرتا ہے اور ہر وقت موت کے متوقع اسباب ومواقع سے بچنے کی حتی الامکان سعی کرتا ہے، یہ احتیاط شرعاً بھی قابل تعریف ہے، لیکن جب یہی ''احتیاط'' انسان کی جان، اہل وعیال، ہم عقیدہ مظلوم بھائیوں، اپنے کسب حلال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی راہ میں آڑے آئیں تو اسے ''بزدلی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی انسان تھے لیکن ایسے کہ فضائل جہاد اور مراتب شہادت پر مشتمل آیات واحادیث نے انہیں مجموعی طور پر اس نقص سے مبرا کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ موت کے مواقع تلاش کیا کرتے تھے۔ اسی پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہوئی تھی۔ اللہ کی راہ میں جان چلی جانے کو اپنی کامیابی سمجھتے تھے۔ جب بھی دشمنان عقیدہ توحید نے اپنی طاقت کے نشے میں اسلام کی دعوت ٹھکرائی اور ٹیکس کی ادائیگی سے تکبرانہ طور پر انکار کیا تو انہوں نے میدان وغا میں کود کر خون کے نذرانے پیش کیے، کسی قریب سے قریب تر رشتہ دار کا بھی خیال نہ کیا۔ ﴿**لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الاخر يوآذون من حادّ الله ورسوله ولو كانوا اٰباء هم أو أبناء هم أو اخوانهم أو عشيرتهم أولٰئك كتب في قلوبهم الايمان وأيدهم بروح منه ويدخلهم جنّٰت تجرى من تحتها الأنهار خٰلدين فيها رضى الله عنهم ورضو اعنه أولٰئك حزب الله ألا ان حزب الله هم المفلحون ۝**﴾ (**المجادلة/۲۲**)

سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے فتوحات عراق کے دوران ملوک فارس اور ان کے وزیروں کو ایک مراسلہ اس مضمون کا بھیجا ''تمام تعریف اس ہستی کے لئے زیبا ہیں جس نے تمہارے زور کو توڑا، تمہارے گروہ کو متفرق کر دیا' تمہاری بے حرمتی کی اور شان وشوکت خاک میں ملا دی۔ پس تم اسلام لاؤ تو سلامت رہو گے یا ہماری پناہ میں آ جاؤ اور جزیہ ادا کرو، ورنہ میں ایسی قوم کو تمہارے پاس لایا ہوں جو موت کو ایسے ہی دوست رکھتی ہے جیسے تم لوگ شراب نوشی کو پسند کرتے ہو۔'' (سید احمد / خالد بن ولید / ۸۳)

حضرت سلمة بن الاکوع فرماتے ہیں: ''صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم نے موت پر بیعت کی۔'' (مسند احمد: ۴/۴۷، ۴۹، ۵۴)۔ یعنی دشمن سے مڈبھیڑ ہونے پر نہ بھاگنے بلکہ جم کر لڑنے پر بیعت کی، اگر چہ موت سے ہمکنار ہونا کیوں نہ پڑے۔

سیدنا علی حیدر کرار، فاتح خیبر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا: امیر المؤمنین! پہلے تو آپ نے